اشاعت بہ موقع صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت

طلبہ کے لیے مختصر و عام فہم تقریروں کا دوسرا مجموعہ

گلشنِ خطابت

محمد عبید اللہ خان مصباحی (مدرس: جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں)

حسبِ فرمائش: مصلحِ قوم علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری

نوری مشن مالیگاؤں
پیش کش: رضا لائبریری مالیگاؤں
Noori Mission Mal-E-Gaon

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۰۲

بہ فیض: تاج دار اہلِ سنّت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ و حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: امینِ ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

اشاعت بہ موقع صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت

طلبہ کے لیے مختصر و عام فہم تقریروں کا دوسرا مجموعہ

گلشنِ خطابت

محمد عبید اللہ خان مصباحی

(مدرس: جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں)

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

ملنے کا پتا: مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں Cell. 9325028586

سنِ اشاعت ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء...... ہدیہ: دُعاے خیر

فہرست

شرفِ انتساب

اپنی اس ادنیٰ کاوش کو قوم کی ان اعلیٰ شخصیات کے نام منسوب کرتا ہوں، جن کے دَم سے گلشن سُنیت میں بہاریں ہیں، جنھوں نے مسندِ تدریس کو وقار بخشا، جن کے تلامذہ نے فروغ علم دین کے لیے مثالی کارہائے نمایاں انجام دیے، وہ ہستیاں ہیں:

جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی

(بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یوپی)

حضور شیر بہار خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت مفتی اسلم رضوی

(بانی جامعہ قادریہ مظفر پور بہار)

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ　　وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

محمد عبیداللہ خان مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلشن خطابت: گلشن تربیت

از: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی
(قاضی ادارۂ شرعیہ ممبئی)

دعوت وتبلیغ کے دو مؤثر ذرائع ہیں: تحریر وتقریر۔ تحریر کے اثرات دیر پا ہوتے ہیں۔ تاہم وعظ وخطابت کے اثرات بھی اپنی جگہ افادیت کے حامل ہیں۔ وعظ ونصائح کا معاملہ یوں ہے کہ کبھی چند جملے ہی زندگی میں انقلابی تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں اور دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اسلافِ کرام واولیاے عظام کے مواعظ کی یہی شان رہی ہے۔

نونہالانِ قوم کی دینی تربیت اور ان کی صلاحیتوں میں نکھار کی غرض سے گلشن خطابت کی تدوین کی گئی تا کہ ہمارے طلبہ اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی بلا جھجک کریں اور ان کے اندر با سلیقہ گفتگو کا ہنر پروان چڑھے۔

جامعہ حنفیہ سنیہ تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ہی طلبہ میں غیر تدریسی صلاحیتوں کے نکھار پر بھی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے، اسی لیے ہر سال تحریری وتقریری مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ جامعہ حنفیہ سنیہ کے پرنسپل داعی دین برحق مولانا مدثر حسین ازہری صاحب کی خواہش تھی کہ طلبہ میں تقریری صلاحیت کی تقویت کے لیے حالات کے تناظر میں مختصر کتابیں شائع ہوں۔ اِسی سلسلے کی کڑی یہ کتاب ''گلشن خطابت'' ہے جسے خلیفۂ محدث کبیر مولانا محمد عبیداللہ خان مصباحی رضوی نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ ترتیب دیا۔ ضروری واہم عنوانات کا احاطہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا کرے۔

اس طرح کی کتابوں کی اشاعت میں نوری مشن کے اراکین حصہ لیتے ہیں۔ ان کی بڑی اشاعتی خدمات ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی نوری مشن کے توسط سے منظر عام پر آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور جملہ معاونین کو جزاے خیر سے نوازے۔ طلبہ کے لیے اسے نافع بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنوان: سچائی کی برکت

منبر رسول پر جلوہ افروز علمائے کرام وحاضرین مجلس! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنْزَلَ الْقُرآنَ۔وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَ النَّیِّرَانِ۔اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کَلَامِہٖ الْبَلِیْغِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ○

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰالِكَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

رفیقانِ گرامی! آج کی اس بزم محبت میں میری تقریر کا عنوان ہے ”سچائی کی برکت“ اسی عنوان کے تحت تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے میں آپ کے سامنے حاضر آیا ہوں۔مولیٰ عزوجل اس محفل کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس گلشن کو شاد وآباد رکھے۔

حاضرین! اس سے پہلے کہ اپنے موضوع کے تحت کچھ عرض ہو آئیے، محسن انسانیت، آفتاب رشد وہدایت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بےکس پناہ میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ہدیۂ درود وسلام نذر کریں۔ بآواز بلند صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِكَ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! بغیر کسی تاخیر کے آپ یہ جانتے چلیں کہ سچائی ایک ایسی شی ہے جو اپنے عامل کو محبوب عام وخاص بنا دیتی ہے۔سچائی انسان کو بارعب اور بارونق بنا دیتی ہے،سچائی انسان کو دنیا اور اہل دنیا سے بےخوف کر دیتی ہے، سچائی ایک ایسی سیڑھی ہے جو انسان کو مراتب علیا کے بام عروج پر لا کھڑا کرتی ہے۔آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ سچائی ہی تھی کہ جس نے صدیق اکبر کو صداقت میں ممتاز بنایا تھا، وہ راست بازی ہی کی دولت تھی جس نے

فاروق اعظم کو عدالت میں یکتائے روزگار بنایا تھا۔ وہ سچائی ہی کی جلوہ گری تھی جس نے حضرت عثمان غنی کو سخاوت میں بے مثال بنایا تھا، وہ سچائی ہی کی برکت تھی جس نے مولیٰ علی شیر خدا کو شجاعت و بہادری میں اعلیٰ مقام عطا کیا۔

دوستو! قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکیدات وارد ہوئی ہیں اور سچوں کے لیے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے قرآن مقدس کا ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ، اس لیے کہ جو سچے ہوتے ہیں وہ صادق الایمان ہونے کے ساتھ مخلص بھی ہوتے ہیں جن کی صحبت سے ایمان کا درخت شاداب رہتا ہے، عشق وعرفان کی منزل ملتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سچوں کی صحبت سے ایمان کی حفاظت ہوتی رہتی ہے۔

اور محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے۔ دوستو! سچائی اور نیکی کی بات چلی ہے تو اس ضمن میں حضور اکرم ﷺ کے زمانے کا وہ واقعہ ملاحظہ کر لیجئے جسے اہل سنت کی معتبر کتاب ''سچی حکایات'' کے اندر نقل کیا گیا ہے کہ حضور کے زمانے میں ایک صحابی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تھے ان کا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ نماز صبح ادا کرتے ہی فوراً مسجد سے گھر چلے جاتے، ایک دن آقا ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور! میرے پڑوسی کے گھر میں چھوہارے کا ایک درخت ہے، رات کے وقت اس کے چھوہارے میرے صحن میں گرتے ہیں تو صبح کے وقت میرے بچے ان کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس لیے بچوں کے سو کر اٹھنے سے پہلے ہی ان تمام چھوہاروں کو جو میرے صحن میں گرے ہوئے ہوتے ہیں اٹھا کر پڑوسی کے گھر میں ڈال دیتا ہوں کہ کہیں میرے بچے بغیر اجازت اسے اٹھا کر کھا نہ لیں۔ اس لیے میں جلدی چلا جاتا ہوں۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے دوستو! کہ صحابی رسول کے سینے میں سچائی کی لہریں موجیں مار رہی تھیں۔ جس نے انہیں اس نیکی پر آمادہ کیا اور نیکی ہی تو جنت میں لے جانے والی چیز ہے۔ لہٰذا سچائی کی وجہ سے انسان جنت میں چلا جاتا ہے۔

لیکن موجودہ زمانے میں جب انسانوں کی راست گوئی کا جائزہ لیا جاتا ہے تو سوائے چند کے کوئی بھی سچائی کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ جدھر دیکھیے جھوٹ کی داستان بیان کی جارہی ہے، جس کو دیکھیے وہی اپنی زبان پر جھوٹے نغمے سجائے بیٹھا ہے اور چند کو چھوڑ کر تجار حضرات کے حالات تو اور نا گفتہ بہ ہیں، اپنا مال بیچنے کے لیے خوشامد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مال کی خوبیاں بیان کرنے میں بے جا مبالغہ کرتے ہوئے دکھائی پڑتے ہیں، بلکہ مال دکھاتے ہوئے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح گاہک کو اپنا مال تھما دیں، خوب چکنی چپڑی باتیں کر کے گاہک کو پھسلا لیتے ہیں اور جہاں منافع کی تنگی محسوس ہوئی یا بیع وشراء میں کوئی کام اپنی مرضی کے خلاف ہوا تو جس گاہک کو ابھی کچھ لمحے قبل "حضور، حضور" کہہ رہے تھے۔ اسی حضور کو بڑی بے دردی سے دھتکارنے لگتے ہیں۔ چاہے اس کا دل دکھے یا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ مسلمانو! کسی کی دل آزاری کرنا یہ یقیناً گناہ کا کام ہے۔ اور اس پر جھوٹ بولنا یہ اور بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لیے یاد رکھئے! کہ جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، جھوٹ انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے، جھوٹ سے انسان طرح طرح کی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور جھوٹ جہنم میں لے جانے والی چیز ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! آپ پر واضح ہونا چاہئے کہ جو حضرات تجارت کے پیشے میں دیانت داری اور سچائی اختیار کرتے ہیں ان کے لیے کتنا بڑا انعام ہوتا ہے۔ ایک بار سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ میں کچھ صحابہ کرام حاضر تھے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کپڑے کی سلائی کا کام کرتا ہوں۔ آقا ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اس کام میں سچائی اختیار کی تو، تو حضرت ادریس علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جائے گا۔ دوسرے نے عرض کیا۔ حضور! میں معمار ہوں۔ ارشاد فرمایا آقا نے: کہ اگر تو اپنے کام میں سچا رہا تو، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں جائے گا اور ایک تیسرے شخص نے عرض کیا اے میرے آقا ﷺ! میں تجارت کرتا ہوں بتائیے میرے لیے کیا ہے؟ آقا نے فرمایا: اگر تو نے بھی سچائی اختیار کی تو، تو میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔

رفیقان ملت! سچائی اختیار کرنے کی وہ برکتیں ہیں کہ جنت کی خوشخبری اور بشارتیں دی جارہی ہیں، اللہ پاک ہمیں سچائی اختیار کرنے کی توفیق دے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عنوان: شرک کی حقیقت

منبر رسول پر جلوہ بار علماے کرام وفرش پر تشریف فرما معزز سامعین!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا خَلَقَ الْإِنْسَانَ وَأَنْطَقَ لَهُ اللِّسَانَ بِكَلِمَاتٍ مُّؤْتَلِفَةٍ مِنْ لُّغَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ لِيُعَبِّرَ بِهَا عَمَّا فِي الصُّدُوْرِ مِنَ الْحَاجَاتِ فِيْ مَجَارِي الْأُمُوْرِ وَالْعَادَاتِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْبَشَرِ الْمَخْصُوْصِ بِطِيْبِ النَّشْرِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ دُعَاةِ الْاَنَامِ وَهُدَاةِ الْاِسْلَامِ۔ اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كَلَامِهِ الْبَلِيْغِ قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (السجدۃ:۱۱)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْاَمِيْنُ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! آج کی اس نورانی تقریب میں میری تقریر کا عنوان ہے "شرک کی حقیقت" اسی عنوان کے کے تحت تھوڑی دیر آپ کے سامنے لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ اس محفل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر سال انہیں رعنائیوں کے ساتھ سجانے کا عزم و حوصلہ عطا فرمائے۔

آیئے! اپنے عنوان کے تحت کچھ عرض کرنے سے قبل، ہادی اکرم، نور مجسم، سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے بآواز بلند ہدیہ درود و سلام پیش کرلیا جائے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حضرات! آج دنیا کے مختلف گوشوں سے فسطائی لابی کے ذریعہ اہل سنت و جماعت کے معمولات پر شرک اور محض شرک کے فتوے لگائے جارہے ہیں، جبکہ معمولات اہل سنت مکمل طور پر اسلامی ہیں اور شرع مطہر سے ثابت ہیں۔ خواہ وہ نیاز، فاتحہ، سلام، قیام، میلاد ہوں یا مزارات بزرگاں پر حاضری اور ان سے استمداد ہو یا پھر انبیاء اور اولیاء کو صاحب اختیارات و تصرفات اور ان کو زندہ جاننے اور ماننے کا مسئلہ ہو۔ بہر حال سب اسلامی ہیں اور قرآن و احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔ ساتھ ہی خیر القرون سے لے کر اب تک ان پر عمل بھی جاری ہے۔ لیکن گزشتہ چند سالوں سے ان عقائد صحیحہ کو غلط اور ان کے عاملین پر شرک کے فتوے لگائے جارہے ہیں اور طرفہ تو یہ ہے کہ اہل سنت پر بات بات میں شرک کے فتوے لگانے والے وہ حضرات ہیں جن کا اسلام اور اہل اسلام سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں ہے۔ مگر وہ اپنے آپ کو موحد اور نہ جانے کیا کیا خیال کرتے ہیں۔ بہر حال میں چاہتا ہوں کہ شرک کی حقیقت سے پردہ اٹھاؤں تاکہ اصل کا پتہ چل جائے۔

دیکھیے! شرک کا لغوی معنی ہوتا ہے۔ شریک کرنا، شریک ٹھہرانا اور شرعی طور پر اس کا معنی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریک ماننا۔ تو جو شرکت ذات کے ساتھ ہوگی اس کو شرک بالذات اور جو شرکت صفات کے ساتھ ہوگی اس کو شرک بالصفات کہا جائے گا۔ تو گویا شرک کی دو قسمیں ہوگئیں۔ شرک بالذات اور شرک بالصفات۔

شرک بالذات کسے کہتے ہیں؟ اسے سمجھتے چلیں اور اِس کی کم از کم دو صورتیں لے لیں۔ پہلی یہ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے، ویسے ہی کسی مخلوق کو تصور کر لینا کہ وہ بھی ہمیشہ سے ہے، جس کو آپ قدیم کہتے ہیں، تو یہ شرک بالذات ہے۔ جیسا کہ فلاسفہ نے زمانے کے بارے میں کہا کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو انہوں نے زمانے کو خدا کے ساتھ جو کہ قدیم ہے، شریک کر دیا اور مشرک ہوگئے اور دوسری صورت یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ لائق عبادت ہے ویسے ہی کسی مخلوق کو لائق عبادت تصور کر لینا۔ جیسے آتش پرست، بت پرست کہ انہوں نے آگ اور بت کو

خدا کی طرح لائق عبادت جانا اور کافر و مشرک ہو گئے۔ تو یہ رہی شرک بالذات کی تشریح و تفسیر۔

اب آیئے! شرک بالصفات کی طرف چلتے ہیں اور جانتے ہیں کہ شرک بالصفات کسے کہتے ہیں تو اس سلسلے میں پہلی چیز تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں اور وہ جن خوبیوں سے متصف ہے۔ کسی مخلوق میں وہی صفات ان تمام خوبیوں کے ساتھ مان لینا یہ شرک بالصفات کہلاتا ہے۔

یاد رکھیے! کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں وہ کم از کم چار خوبیوں سے ضرور متصف ہوں گی نمبر (۱) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں یعنی سننے، جاننے، دیکھنے، علم و ادراک فرمانے کی جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں وہ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ نمبر (۲) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اسے کسی نے عطا نہیں کیا۔ نمبر (۳) اللہ تعالیٰ کی تمام صفات لامحدود ہیں وہ کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ کہاں تک سن سکتا ہے یہ کوئی تصور نہیں کر سکتا۔ نمبر (۴) اس کی تمام صفات غیر فانی ہیں۔

اب بات آشکارا ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت اِن چار خوبیوں سے ضرور متصف ہو گی۔ اب اگر کوئی مخلوق کے اندر ان چار خوبیوں کو من وعن اسی طرح مان لے گا تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ اور بعض اوقات اِن میں سے ایک بھی اسی طرح مان لے گا تو کافر ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر کسی ولی کے بارے میں یہ مان لیا جائے کہ اس ولی کا علم قدیم ہے، ہمیشہ سے ہے، تو وہ مشرک ہو جائے گا۔

اب ذرا مخلوق کی صفات کی طرف نظر کیجیے۔ تو جان لیجیے! کہ مخلوق کی صفات بھی چار چیزوں سے متصف ہوتی ہیں۔ نمبر (۱) مخلوق کی تمام صفات حادث یعنی غیر قدیم ہوتی ہیں۔ نمبر (۲) مخلوق کی جتنی بھی صفات ہیں وہ سب کے سب عطائی ہیں اگر کوئی کسی مخلوق کی کسی صفت کے بارے میں یہ کہے اس کی یہ صفت خود بخود ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں دی، تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ نمبر (۳) مخلوق کی تمام صفات محدود ہیں۔ دوستو! یہاں یہ جانتے چلیں کہ ایک ہے کسی مخلوق کی صفت کو لامحدود ماننا اور ایک ہے "حد" کو نہ جان پانا۔ دونوں میں فرق ہے۔ لہٰذا کسی مخلوق کی صفت کو لامحدود ماننا یہ ممنوع ہے لیکن یہ عقیدہ رکھنا کہ محدود تو ہے۔ البتہ ہم اس کی حد نہیں جانتے، جیسے ہمارے نبی کا علم، ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے۔ نمبر (۴) مخلوق کی تمام صفات، فانی ہیں۔ یہ اور بات ہے فنا وقوع پذیر ہو جائے، یہ ضروری نہیں جیسے ہمارے

نبی کی صفات کہ ان کے لیے فنا نہیں، کیوں کہ قرآن کا ارشاد ہے کہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۔(پ:۳۰) محبوب آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے۔

حضرات محترم! اب آپ پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں، ذاتی ہیں، لامحدود ہیں اور غیر فانی ہیں ۔اور مخلوق کی تمام صفات غیر قدیم ہیں، عطائی ہیں، محدود ہیں اور فانی ہیں۔

لہٰذا یہ فرق ذہن میں رکھنا ضروری ہے ورنہ کائنات میں کوئی بھی شخص شرک سے بچ نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر آپ سب نے جو لباس پہن رکھا ہے اس کا مالک کون ہے؟ میں پوچھوں، آپ جس سواری پر سوار ہو کر آئے۔ اس کا مالک کون؟ آپ کا اپنا گھر جس میں آپ رہتے ہیں اس کا مالک کون؟ تو آپ سب کا یہی جواب ہوگا کہ اس کے مالک ہم ہیں۔ تو میں کہوں گا: کہ آپ حضرات کے کہنے کے مطابق تو اسے شرک ہونا چاہیے۔ تو جواباً آپ کہیں گے: کہ مولانا صاحب! ہماری عقل بھی سلامت ہے اور دماغ بھی خراب نہیں ہوا ہے۔ اس میں کون سی شرک کی بات ہے؟ تو میں قرآن مقدس کی آیت کریمہ پیش کروں گا۔ ''لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ''(پ:۳) یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ یعنی یہ گاڑی، یہ سواری، یہ کپڑا، یہ دوکان، یہ مکان، یہ زمین، یہ جائداد سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور آپ حضرات کہہ رہے ہیں کہ اس کے مالک ہم ہیں۔ تو آپ کا یہی جواب ہوگا نا کہ حضرت! حقیقی مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، ہم اس کی عطا سے مالک ہوئے ہیں، اس کی ملکیت قدیم ہے، ہماری ملکیت غیر قدیم ہے، اس کی ذاتی ہے، ہماری عطائی ہے، اس کی لامحدود ہے اور ہماری محدود ہے، اس کی غیر فانی ہے اور ہماری فانی ہے۔ لہٰذا شرک کا شائبہ تک نہیں ہوسکتا ہے۔

برادران ملت! اس واضح فرق کے بعد اب کون شخص ہے جو معمولات اہل سنت پر شرک کے فتوے لگائے ہاں! بات بات میں شرک شرک کی رٹ وہی لگا سکتا ہے، جس کو علم و عقل سے کوئی واسطہ نہ ہو، اور جسے دین و مذہب سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ معاندین کو راہ حق کی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عنوان: اسلام کا دائرۂ اخلاق

منبر نور پر جلوہ بار مشفق علمائے کرام اور فرش پر تشریف فرما سامعین اہلسنت!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ "وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ" (پ:۵،ع:۳)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

(امام احمد رضا بریلوی)

برادران ملت اسلامیہ! آج کی اس بارونق اور پُر انوار مجلس میں میری تقریر کا عنوان ہے "اسلام کا دائرۂ اخلاق" اسی عنوان کے تحت تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے آپ حضرات کے سامنے حاضر آیا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ اس مجلس کو شرف قبولیت کا مقام عطا کرے۔

محترم سامعین! اپنے موضوع کے تحت کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ آئیے! سرکار مدینہ، سلطان با قرینہ، قرار قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے، کمال عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔ پڑھیے باآواز بلند

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَاماً عَلَیْكَ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

رفیقان گرامی! اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ایسا معیاری نظام اخلاق عطا فرمایا ہے کہ جس کی مثال پوری تہذیبی و تمدنی تاریخ لانے سے عاجز و قاصر ہے اور ساتھ ہی اس بات میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ کسی بھی سماج کی سماجی اور معاشرتی ترقی کا راز عمدہ نظام اخلاق کے قیام ہی پر منحصر ہے اخلاقی کشش کے بغیر ترقی کا تصور ادھورا اور ناقص ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے دیوانوں کے لیے درس اخلاقیات کو مقدم رکھا ہے۔

دوستو! آپ یہ جانتے چلیں کہ اسلام نے انسانوں کو جو نظام اخلاق عطا کیا ہے۔ اس کا دائرہ بہت وسیع وعریض ہے اس میں خدائے وحدۂ لاشریک کی ساری مخلوق شامل ہے اس کے لیے انسان، حیوانات، نباتات و جمادات کی کوئی قید نہیں ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ انسانی معاشرے کا فرد ہوتے ہوئے معاشرے کے دوسرے افراد کے جو حقوق، اُس پر عائد ہوتے ہیں، اُن کو بحسن وخوبی انجام دینا ہی حسن خلق کہلاتا ہے۔ اپنے ماں، باپ، بیوی، بچے، پڑوسی، ہمسایہ، یتیم، بیوہ، سائل، راہ گیر، بیمار، محتاج وغیرہ کے ساتھ مروت اور احسان کرنے کی تاکید احادیث مبارکہ میں موجود ہے اور یہ تعلیم ایسی جامع اور ہمہ گیر ہے کہ انسان تو انسان، حیوان اور نباتات بھی اس میں داخل ہیں یاد رکھئے۔ جانوں کو تلف کرنا، پھل دار درختوں کو کاٹنا لہلہاتے ہوئے کھیتوں کو ویران کرنا، بسے ہوئے گھروں کو اجاڑنا، اخلاق حسنہ کے خلاف ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! تمام انبیاے کرام اور رسولان عظام علیہم السلام نے اپنے اپنے دور میں اپنی امتوں کو اخلاق کی تعلیم دی ہے اور اس پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا ”بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ“ یعنی مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا کہ میں مکارم اخلاق کو پایۂ تکمیل تک پہنچادوں۔

دوستو! ہمارے نبی ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتے تھے ”اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ“ (مسنون دعائیں: از: علامہ عبد المبین نعمانی ص: ۸۳)

اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔

عزیزانِ ملت! یہ دعا اس پیکر اخلاق کی ہے جن کے اخلاق حسنہ کی عظمت کا بیان خود خلاق دو عالم نے فرمایا ہے "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (پ:۲۹) یعنی اے محبوب آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے۔

اور اپنے خلق عظیم کا مظاہرہ آقائے دو جہاں ﷺ نے کچھ اس طرح فرمایا کہ سن ۸ ھ میں مکۃ المکرمہ پر ایک بوند خون بہائے بغیر انتہائی پُر امن طریقے پر آپ نے فتح و کامرانی کا جھنڈا لہرایا۔ پوری دنیا میں ایسی تاریخ رقم کرنے والا سوا آقائے دو جہاں ﷺ کے کوئی اور نظر نہیں آتا۔ برادرانِ ملت! اسلام نے جہاں انسان کے ساتھ اس کے ہر رنگ و روپ میں حسن اخلاق پیش کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ وہیں دوسری مخلوقات کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی پیار و محبت سے پیش آنے کو کہا ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ نے انہیں بلا وجہ مارنے، تکلیف دینے اور ان سے زیادہ مشقت والا کام لینے سے منع فرمایا ہے، اور انہیں وقت پر چارہ دینے اور اُن کے حفظانِ صحت کا خاص خیال رکھنے پر زور دیا ہے۔

آقا کی جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی مثال کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں کہ جس وقت حضور کا قافلہ فاتحانہ طور پر مکۃ المکرمہ میں داخل ہو رہا تھا اس وقت مکہ کے راستے میں ایک اونٹنی بچہ دی ہوئی تھی۔ حضور کی نظر جونہی اس بچے پر پڑی، آپ نے وہاں ایک آدمی کو اس وقت تک بیٹھائے رکھا۔ جب تک کہ قافلے کا آخری فرد گزر نہ گیا، کہ کہیں وہ نوزائدہ بچہ قافلے والوں کے پیروں میں نہ آجائے۔ تو دیکھا آپ نے حضور کے اخلاق کریمانہ اور محبت بھرے برتاؤ کو۔۔۔ جبھی تو امام عشق و محبت فرماتے ہیں۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

اسی طرح ایک یہودی کا آپ پر کچھ قرض تھا اور قرض کی ادائیگی کا وقت بھی متعین تھا۔ لیکن وہ وقت موعود سے پہلے ہی مطالبہ کرنے لگا اور سختی کرنے لگا۔ جیسے جیسے وہ سختی کرتا آقائے کریم ﷺ ویسے ویسے نرم ہوتے جاتے، یہاں تک کہ وہ یہودی خاندانِ نبوت کو کوسنے لگا۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی کی زجر و توبیخ کی اور کہا کہ اگر تو اس مجلس

میں نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ یہ سن کر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے عمر! تمہیں چاہیے تھا کہ تم مجھ سے قرض کی ادائیگی کے لیے کہتے اور اس سے کہتے کہ تم تقاضا نرمی سے کرو۔ اس کو ڈانٹنا نہیں چاہیے تھا۔ جاؤ! اس کا قرض ادا کرو اور اس سے جھگڑے کے عوض اسے بیس درہم زیادہ دو۔ جب یہودی نے آپ کے اس قدر بے مثال اخلاق کریمانہ کو دیکھا تو وہ اپنے عمل سے تائب ہوا اور فوراً مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ (ماخوذ مضمون ''اسلام کا نظام اخلاق'' از: مولانا صابر رضا رہبر مصباحی)

برادران ملت! آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھئے اکثر قومیں تعمیر و ترقی کے میدان میں پیش پیش نظر آتی ہیں اور دنیا کے ہر شعبے میں اپنا قبضہ جما چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانے میں امن و شانتی کا دور دور تک تصور نہیں کیا جاسکتا ہے، آپسی بھائی چارگی اکثر قوموں سے خصوصاً مسلمانوں سے رخصت ہو چکی ہے اور افراتفری کی فضا قائم ہو چکی ہے۔ دوستو! جب ہم اس کے اسباب وعلل پر نظر ڈالتے ہیں تو جو سب سے بڑی وجہ نظر آتی ہے وہ ہماری غیر اخلاقی صورت حال کی فراوانی ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہمارا مسلم معاشرہ آپسی رسہ کشی کا شکار نظر آتا ہے۔ ارے! حد تو یہ ہے کہ بڑوں نے چھوٹوں پر دست شفقت پھیرنا چھوڑ دیا ہے اور چھوٹے بھی اپنے بڑوں کی تعظیم سے دور جا چکے ہیں۔ اخلاقی صورتِ حال اتنی بدتر ہو چکی ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کو مصیبت میں پھنسا دیکھ کر شادیانے بجاتا ہوا نظر آتا ہے۔ طرفہ تو یہ ہے دوستو! کہ جو حضرات رہبر اور قائد کہلاتے ہیں چند کو چھوڑ کر وہ بھی اس فلسفے کو بھول بیٹھے ہیں۔ حالانکہ یہ مسلمات میں سے ہے کہ جب تک ہم اپنے اندر اخلاقیات کے چراغ نہیں جلا لیتے اس وقت تک ترقی اور کامیابی کا خواب دیکھنا ریت کی دیوار تعمیر کرنے کے مثل ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاقی کشش کے ذریعے ہمارے اندر اخلاقی جذبہ پیدا کرے۔ آمین، بجاہ النبی الکریم۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

عنوان: امام احمد رضا کا قدرت الٰہیہ اور احادیث پر ایمان ویقین

منبر نور پر جلوہ بار معزز علماے ملت اسلامیہ و سامعین اہلسنت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنْزَلَ الْقُرآنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَ النَّیِّرَانُ۔ امابعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کَلَامِہٖ الْمُبِیْنَ "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

رب کے کرم سے شاہ مدینہ کے فیض سے سارے جہاں میں دھوم ہمارے رضا کی ہے

برادران ملت اسلامیہ! آج کے اس تاریخی اجلاس میں میری تقریر کا عنوان ہے ''امام احمد رضا کا قدرت الٰہیہ اور احادیث مبارکہ پر ایمان ویقین'' اسی عنوان کے تحت تھوڑی دیر آپ کے سامنے لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ اس محفل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہر سال انہیں رعنائیوں کے ساتھ اِسے سجانے کا عزم وحوصلہ عطا فرمائے۔

آیئے! کچھ عرض کرنے سے قبل سرکار مدینہ، سلطان باقرینہ، قرار قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے کمال عقیدت ومحبت کے ساتھ ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔ پڑھیے بآواز بلند

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

برادران ملت اسلامیہ! بغیر کسی تاخیر اور تمہید کے آپ یہ جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان اُن علماے ربانیین اور مردانِ حق آگاہ میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ولایت کا منصب جلیل عطا فرمایا ہے۔ قرآن کریم صاف لفظوں میں اولیاے کرام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے، سورۂ یونس کے اندر "سنو اللہ کے ولیوں کو نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اولیاء اللہ کی یہ پہچان بتائی گئی ہے کہ وہ ایمان ویقین والے ہوتے ہیں، ایمان تو عام مومنوں میں بھی پایا جاتا ہے مگر اولیاء اللہ اور مردانِ خدا کے ایمان ویقین کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ان کا ایمان جتنا طاقتور اور مستحکم ہوتا ہے اسی کے مطابق انہیں منصب ولایت عطا ہوتا ہے۔ حضرات! اللہ و رسول پر یقین، یہ وہ بنیادی جوہر ہے، جس نے صحابہ کرام کو جنت کی بشارت کا حقدار بنایا، جس نے شہنشاہ بغداد کو مقام غوثیت پر فائز کیا، جس نے خواجہ کو غریب نواز بنایا اور جس نے بریلی کے امام احمد رضا کو مجدد اعظم بنایا۔

رفیقانِ گرامی! آپ اعلیٰ حضرت کی زندگی کا مطالعہ کریں تو قدم قدم پر آپ کو اس بات کے دلائل وشواہد ملیں گے کہ امام احمد رضا کا قدرت الٰہیہ اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور سرکار کے اقوال وارشادات پر ایمان ویقین کمال کے درجے کو پہنچا ہوا ہے۔

حضرات محترم! امام عشق ومحبت بہت سارے علوم وفنون کی طرح علم نجوم میں بھی ماہر تھے اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اہل نجوم اپنے ظنی علم پر اتنا بھروسہ کر بیٹھتے ہیں کہ اپنے علم وفن کے نشے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھول جاتے ہیں، مگر سرکار اعلیٰ حضرت علم وفن کے نتائج سے بڑھ کر خدا کی قدرت کاملہ پر یقین رکھتے تھے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بریلوی کے والد علم نجوم میں بڑے ماہر مانے جاتے تھے، ستاروں کی شناخت اور انکی چال سے نتائج نکالنے میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ سرکار اعلیٰ حضرت کے یہاں تشریف لائے، تو اعلیٰ حضرت نے ان سے دریافت کیا! فرمایئے "بارش کا کیا انداز" ہے۔ کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع کا زائچہ بنایا اور فرمایا: اس مہینے میں پانی نہیں ہے۔ آنے والے مہینے میں بارش ہوگی۔ یہ کہہ کر زائچہ اعلیٰ حضرت کی جانب بڑھا دیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا: خدا کو سب قدرت ہے، وہ چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ انہوں نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا ستاروں کی وضع نہیں دیکھتے؟ اعلیٰ حضرت

نے فرمایا: محترم! میں سب دیکھ رہا ہوں اور اسی کے ساتھ اُن ستاروں کے بنانے والے اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

پھر اس مشکل مسئلہ کو بڑے آسان طریقہ سے سمجھایا۔ بایں طور کہ سامنے ایک گھڑی لگی ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے ماہر نجوم سے کہا بتایئے وقت کیا ہوا ہے۔ بولے سوا گیارہ بجے ہیں۔ فرمایا ۱۲ ربجنے میں کتنی دیر ہے؟ بولے پون گھنٹہ، اعلیٰ حضرت اٹھے اور بڑی سوئی گھما دی۔ فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے، اس ماہر علوم نے کہا: آپ نے اس کی سوئی کھسکا دی ورنہ اپنی رفتار سے ٹھیک پون گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اسی طرح اللہ رب العزت قادرِ مطلق ہے۔ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے، پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ ایک ہفتہ اور ایک دن کیا؟ ابھی بارش ہونے لگے۔ دوستو! اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا چھا گئی اور فوراً پانی برسنے لگا۔ (حیات اعلیٰ حضرت: از: ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری) جبھی تو میں لکھتا ہوں۔

مخزن رُشد و ہدایت ہیں امام احمد رضا منظہر فیض و کرامت ہیں امام احمد رضا

اب دنیا والو! مجھے یہ بتاؤ کہ ایسا اعلیٰ درجے کا ایمان و یقین کس ماہر نجوم کے یہاں مل سکتا ہے اور کیا زبان کی ایسی تاثیر کسی عالم ظاہر کے یہاں دستیاب ہو سکتی ہے؟ یہ واقعہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ امام احمد رضا، ایک عالم ربانی، عارف صمدانی، ولی کامل اور مستجاب الدعوات مرد خدا تھے۔

اسی طرح امام اہلسنت کو مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی احادیث مبارکہ کے ارشادات عالیہ پر پورا پورا اعتماد و یقین تھا۔ جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ دیکھیے! ترمذی شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا" یہ ایسی دعا ہے کہ اگر کسی مصیبت زدہ یا کسی بیماری میں مبتلا شخص کو دیکھ کر پڑھ لی جائے تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

اب سنیے! بریلی میں ایک مرتبہ طاعون کی وبا آئی ہوئی تھی۔ لوگوں کو گلٹی ہوتی، بخار آتا اور انتقال ہو جاتا۔ اعلیٰ حضرت نے اس وبا میں مبتلا شخص کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لی تھی۔ اب ہوا یوں کہ آپ کے ایک غریب نیازمند نے آپ کو دعوت کھلائی اور کھانے میں بڑے کا گوشت پیش

کیا جو آپ کو نقصان دیتا تھا۔ لیکن اس غریب کی دلجوئی کے لیے آپ نے تناول فرمالیا۔ جس سے گلٹی نکل آئی بولنا، پڑھنا سب موقوف ہوگیا۔ اطباء آئے اور دیکھ کر کہا ''یہ وہی ہے'' اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کہ میں بول نہیں سکتا تھا۔ اس لیے جواب نہ دے سکا۔ پر مجھے پورا یقین کامل تھا کہ مجھے یہ مرض نہیں ہوسکتا کیوں کہ میں نے وہ دعا پڑھ لی ہے، جو میرے مصطفیٰ کا فرمان ہے۔ جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ بفضلہ تعالیٰ، کالی مرچ کے سفوف کے ذریعے گلٹیاں ختم ہوگئیں اور وہ مرض جاتا رہا۔ (حیات اعلیٰ حضرت: از: ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری) تو کہنے کا مقصد یہ ہے، دوستو! کہ امام اہل سنّت ایسے عاشق رسول اور عارف حق تھے، جنہیں احادیث مبارکہ پر کامل یقین و اعتماد تھا۔

اسی طرح حدیث شریف میں ایک دعا ہے، جسے کشتی پر سوار ہونے کے وقت پڑھ لی جائے تو کشتی ڈوبنے سے محفوظ رہے گی۔ چنانچہ امام احمد رضا نے پہلے سفر حج میں جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لی تھی۔ آپ کے ساتھ آپ کے والدین کریمین بھی تھے، سمندر میں سخت طوفان آیا۔ لوگوں نے موت کا یقین کر کے کفن پہن لیے، کہتے ہیں کہ والدہ ماجدہ بہت پریشان ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان کی اضطرابی کیفیت کو دیکھ کر میری زبان سے نکلا، ''آپ اطمینان رکھیں، قسم خدا کی یہ جہاز نہیں ڈوبے گا'' اور ہوا ایسا ہی کہ وہ مخالف ہوا جو تین روز سے پورے زور و شور کے ساتھ چل رہی تھی۔ آن واحد کے اندر موقوف ہوگئی اور جہاز بحفاظت تمام اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے یہ قسم حدیث رسول پر اعتماد و یقین کر کے کھائی تھی کہ حدیث رسول کا سچا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ (حیات اعلیٰ حضرت: از: ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری)

رفیقانِ ملت اسلامیہ! امام احمد رضا کی ذات ہمارے لیے مشعل راہ ہے اللہ و رسول پر یقین و اعتماد کے بغیر کامیابی کا خواب دیکھنا کسی خواب پریشاں سے کم نہیں اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ امام عشق و محبت کے اللہ و رسول پر اعتماد و یقین کی طرف نظر کرتے ہوئے اپنے اندر بھی پختگی پیدا کریں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

عنوان: عظمت والدین

منبر نور پر جلوہ بار معزز علماے کرام و دیگر سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ "وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْماً۔ (پ:۱۵)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

زمین، زماں ہی نہیں ساتوں آسماں مہکے وہ لامکاں پہ گئے جب تو لا مکاں مہکے
مہک رہا ہوں میں ماں کی دعا کے صدقے میری دعا ہے کہ جنت میں سب کی ماں مہکے

رفیقانِ گرامی! آج کی اس باوقار اور پُر انوار مجلس میں میری تقریر کا عنوان ہے "عظمت والدین" اسی عنوان کے تحت آپ حضرات کے سامنے تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے حاضر آیا ہوں۔ رب کریم اس مجلس کو اپنی بارگاہ میں قبولیت کی سند عطا کرے۔ سب سے پہلے ایک مرتبہ محسن انسانیت آفتاب رشد و ہدایت علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں جھوم جھوم کر ہدیہ درود وسلام پیش کرلیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ۔

رفیقانِ گرامی! بغیر کسی تاخیر اور تمہید کے آپ یہ جانتے چلیں کہ خطبے کے بعد میں نے جس آیت مقدسہ کی تلاوت کیا ہے۔ اس میں اسلامی تمدن کا وہ بنیادی ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ جس کے طفیل ہمارا اسلامی معاشرہ اقوام عالم کے درمیان ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں بڑے دلکش انداز میں بتایا جارہا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ کیسا برتاؤ ہونا چاہیے؟

عزیزانِ ملت! آیت کریمہ میں ماں، باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کو کہا جارہا ہے۔ دوستو! یہ قاعدہ ہے کہ جب ماں، باپ جوان ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات کے خود کفیل ہوتے ہیں اس وقت تو بچے عموماً ان کے فرمانبردار ہوتے ہیں لیکن جب بڑھاپا آجاتا ہے، صحت بگڑنے لگتی ہے، خود روزی کمانے سے عاجز و قاصر ہو جاتے ہیں اور اولاد کے سہاروں کے محتاج ہو جاتے ہیں، اس وقت سعادت مند اولاد کا فرض ہے کہ ان کی خدمت گزاری اور دلجوئی کے لیے اپنی کوششیں وقف کر دے۔ اگر مرض طول پکڑتا جائے اور ان کا مزاج چڑچڑا ہونے لگے اور وہ بات بات پر خفا ہونے لگیں تو ان حالات میں بھی ان کی ناز برداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے۔ قرآن خبردار کر رہا ہے کہ اے لوگو! اکتا کر یا ان کے خفا ہونے سے آشفتہ خاطر ہو کر تمہاری زبان سے اُف بھی نہیں نکلنا چاہیے۔ بلکہ اگر اللہ تعالیٰ نے بوڑھے والدین کی خدمت کا موقع دیا ہے تو اسے غنیمت سمجھ کر ان کے علاج و معالجہ میں کوششیں کرو۔ ان کو راحت و آرام پہنچانے میں ذرا سی بھی سستی اور غفلت سے کام نہ لو۔ اور ان سے ایسے محبت بھرے انداز میں گفتگو کرو کہ ان کے دل کی کلیاں کھل جائیں اور اپنے لختِ جگر کی اس احسان شناسی کو دیکھ کر ان کا دل مسرور اور آنکھیں روشن ہو جائیں اور وہ بے ساختہ تمہیں اپنی دعاؤں سے نوازیں۔ اور یاد رکھو دوستو! اگر تم اس مقام پر پہنچ گئے تو یہی دعا تمہارے لیے دارین کی سعادتوں کا باب کھول دے گی۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! اب میں چاہتا ہوں کہ قرآن مقدس کی آیت کریمہ کے بعد آقائے دو عالم ﷺ کے وہ اقوال بھی پیش کر دوں جن میں والدین کی عظمت کا چرچا کیا گیا ہے۔ تو سنیے! مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۱۲ پر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ، قَالَ: اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اَبُوْكَ، یعنی ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ حضور میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ حضور نے فرمایا تیری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، چوتھی مرتبہ اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے اور وہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے کیوں کہ وہ لمبی مدت تک اولاد کو پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر جننے کی پریشانی کے ساتھ بچپن کی دیکھ ریکھ بھی اسی کے ذمہ ہوتی ہے اور یہیں پر بس نہیں بلکہ پرورش کی دشوار گزار مراحل سے اسے ہی گزرنا پڑتا ہے۔ اس لیے قرآن وحدیث میں ماں کے مرتبے کو بلند فرمایا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ پوری توجہ صرف ماں کی جانب رہے اور باپ کے حقوق سے غفلت برتنے لگیں۔ بلکہ یاد رکھیں! کہ یہ وہی باپ ہے جس نے آپ کے آرام وسکون کے لیے در در کی ٹھوکریں کھائیں، جو آپ کی صحت وسلامتی کا خواہش مند رہا۔ خود پریشانیاں جھیلتا رہا لیکن آپ کو اپنے سے بہتر کھلانے، پہنانے کی فکر کرتا رہا، آپ کی پیشانی پر غم کی سلوٹیں دیکھنا اسے گوارا نہ تھا۔

دوستو! والد محترم کی عظمت کے تعلق سے بھی آقا ﷺ کے سنہرے ارشادات موجود ہیں، ملاحظہ کیجئے۔! ابن ماجہ شریف میں ہے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ باپ جنت کا بہترین دروازہ ہے۔ لہٰذا اگر چاہو تو نافرمانی کر کے اسے ضائع کر دو یا اطاعت اور فرماں برداری کر کے اسے محفوظ کر لو۔ اسی طرح ترمذی شریف کی دوسری جلد صفحہ ۱۲ پر ہے۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ" رب کی رضا، باپ کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی، باپ کی ناراضگی میں ہے۔ حضرات محترم! ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ باپ کا حق بھی انتہائی اہم ہے۔ اور باپ کی ناراضگی دنیا وآخرت کی رسوائی کا سبب ہے۔

رفیقانِ گرامی! آج جب ہم معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا کہ تقریباً ہر والدین کو اولاد سے شکایت ہوتی ہے کہ کوئی بوڑھا باپ اپنی بیماری میں کراہ رہا ہوتا ہے اور اُمید کی نظریں اولاد پر جمائے ہوتا ہے اور اولاد نشے میں مست ہوتی ہے، یونہی کوئی ماں گھر کے کونے میں پڑی ہوئی اپنی ہی اولاد سے خیرات کے ٹکڑے مانگ رہی ہوتی ہے اور اولاد اُسے ڈانٹتی اور دور بھگاتی نظر آتی ہے۔ دوستو! گذارش ہے کہ معاشرے کی ان کربنا کیوں سے باہر نکلیں، اور اپنی جنت کو پہچانیں اور والدین کی خدمت کر کے اپنے لیے دنیا وآخرت کا سامان کریں۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عنوان: اسلام میں پردے کا تصور

منبر نور پر تشریف فرما مقتدر علمائے کرام و دیگر سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کَلَامِہٖ الْبَلِیْغ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِہِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَہُنَّ۔ (پ:۱۸)

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

برادران ملت اسلامیہ! آج کی اس پُر وقار مجلس میں میری تقریر کا عنوان ہے،''اسلام میں پردے کا تصور'' اسی عنوان کے تحت آپ حضرات کے سامنے تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے ناظم اجلاس نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس محفل کو شرف قبولیت کا مقام عطا فرمائے۔

آیئے! کچھ عرض کرنے سے قبل محسن انسانیت، آفتاب رشد و ہدایت ﷺ کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے باآواز بلند ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

رفیقانِ گرامی! بغیر کسی تاخیر اور تمہید کے آپ یہ جانتے چلیں کہ موجودہ زمانے میں جس طرح کفر و ارتداد اور بدعقیدگی و بے دینی جس تیزی کے ساتھ دنیا میں بڑھتی جارہی ہے اسی طرح سنیما بینی، ٹی وی مووِیز، موبائل، انٹرنیٹ، مخلوط تعلیم اور مخلوط نوکری کے ذریعہ بے حیائی اور بے پردگی کا بازار بھی گرم ہوتا جارہا ہے۔ اور فسطائی طاقتوں کے ذریعہ دنیاوی لالچ دے کر

مزید بے پردگی کے لیے آئے دن نت نئی اسکیمیں جاری کی جارہی ہیں۔ اوران کا مقصد صرف اور صرف مسلمان عورتوں کے وجود سے حیا کی چادر کو چاک کر دینا ہے تاکہ دنیا والوں کو صالح معاشرہ کی ہوا تک نہ لگے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! وہ پردہ، جسے عورت کی پارسائی اور عزت و ناموس کی حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ مانا گیا۔

وہ پردہ، جسے شرم وحیا کی سب سے بڑی چادر بتایا گیا۔

وہ پردہ، جسے ہوسناکوں کے مکروفریب سے بچنے کے لیے سب سے اہم آلہ مانا گیا۔

وہ پردہ، جسے عورت کی نیک سیرت ہونے کی علامت قرار دیا گیا۔

وہ پردہ، جسے صنف نازک کے اخلاقیات کی زینت قرار دیا گیا۔

آج اُسی اسلامی پردے پر مغربی تہذیب نے جال پھینکا ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان مرد و عورت جان بوجھ کر اس جال میں پھنستے چلے جارہے ہیں مسلمانو! فسطائی طاقتیں تمہیں دنیا کی رنگینی ونزاکت دکھا کر، دنیا کی آرائش وزیبائش بتا کر، تمہیں عزت و ناموس سے محروم کرنا چاہتی ہیں۔ تمہیں بے حیائی اور بے پردگی کی راہ پر لگا کر تمہاری دنیا و آخرت کو برباد کرنا چاہتی ہیں۔ عورتوں کے دل و دماغ میں آزادانہ فکر پیدا کر کے ان کے پاکیزہ وجود کو داغدار کرنا چاہتی ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ پاکیزہ معاشرہ اور پاکیزہ ماحول پیدا کرنے کی بھاری ذمہ داری عورتوں ہی کے سر پر ہے۔ لہٰذا ان کو بے حیائی میں مبتلا کر دو تاکہ دنیا اچھے ماحول کے لیے ترستی رہے۔

مسلمانو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ، قرآن مقدس کی آیات تمہیں متنبہ کر رہی ہیں اور کامیابی کا سبق پڑھا رہی ہیں۔ دیکھو! اٹھارہویں پارے میں پہلے مردوں کی حیا کے لیے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا'' قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ '' اے محبوب آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ دوستو! اس آیت کریمہ میں ان راستوں کو ہی بند کر دیا جارہا ہے جو انسان کو جرم شنیع کی طرف لے جاتے ہیں، اس لیے کہ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ ''نظر بازی'' ہے۔ تو

سب سے پہلے اسی کو بند کر دیا جا رہا ہے کہ نگاہ جب کسی نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش بھی پیدا نہ ہو گی اور جب کشش ہی ناپید ہو گی تو بدافعالی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

عزیزان ملت! مردوں کے بعد اب عورتوں کو مخاطب بنایا جا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔

دوستو! یہ لمبی آیت کریمہ ہے جس کا کامل مفہوم آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے فرما رہا ہے کہ محبوب! آپ مومنہ عورتوں کو حکم دیجیے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھا کریں، اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں، اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں، اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں، اور زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ جن سے ان کی چھپی ہوئی زینت و آرائش ظاہر ہو۔

رفیقانِ گرامی! قرآن پاک نے تو عورتوں کو پردے میں رہنے کی ایسی تاکید فرمائی ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں، لیکن اس دورِ پُرفتن میں اس کے خلاف عمل جاری ہے۔ دیکھا یہ جا رہا ہے کہ عورتیں بناؤ سنگار کر کے بازار کی زینت بننے میں فخر محسوس کرتی ہیں، شادیوں کی تقریبات میں ان کی آرائش و زیبائش اور بے پردگی کی کوئی حد متعین نہیں ہوتی، دیہاتوں میں شوہر ضروری کام کی وجہ سے باہر ہوتا ہے اور عورتیں گھر سے دو دو کلومیٹر دور کھیتی اور فصلوں کی نگہبانی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں بلکہ گھر کے اندر اور باہر کے تمام کاموں کی ذمہ داری عورتوں ہی کے سر ہوتی ہے۔

یاد رکھو! مسلمانو! یہ قرآن کے خلاف عمل ہے اور دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔ اس لیے میں مسلم معاشرہ کے ان مردوں سے گزارش کرتا ہوں کہ جن کی آنکھوں میں عفت وعصمت کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ کہ اس بے راہ روی کے دور میں جبکہ لوگوں کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے، ہر طرف آوارگی اور بیہودگی چھائی ہوئی ہے۔ اپنی جوان بہو، بیٹیوں کو بے پردہ باہر نہ نکلنے دیں اور انہیں نامحرموں کے سامنے بے تکلفی سے آنے کی اجازت نہ دیں۔

اور دختران اسلام خود ہی انصاف کریں کہ جو اسلام انہیں نگاہ اٹھانے اور راستے پر زور سے پیر مارنے کی اجازت نہیں دیتا وہ انہیں بے پردہ نکلنے کی اجازت کب دے سکتا

ہے۔اس لیےخواتین سے گزارش ہےکہ وہ کسی دنیاوی اداکارہ کی تقلید کے بجائے کنیز فاطمہ بننے کی کوشش کریں۔اسی میں ان کے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ یاد رکھیے! اگر خواتین قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے پردہ نشین ہوجائیں تو یک لخت ہمارا معاشرہ صلاح وفلاح کا گہوارہ بن جائے گا۔اور اللہ کی رحمتیں ہماری جانب متوجہ ہوں گی۔

حاضرین! پردے کی اہمیت پر یہ واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں کچھ حضرات خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضر آئے اور کہا حضور آج کئی روز سے یہاں بارش نہیں ہوئی ہے۔لوگ بہت پریشان ہیں آپ بارش کے لیے دعا فرمادیں۔ حضرت محبوب الٰہی منبر پر چڑھے اور اپنی والدہ کے دامن کا ایک پرانا کپڑا بغل سے نکال کر ہاتھ میں رکھا اور یوں دعا کی۔اے پروردگار عالم! اس کپڑے کی حرمت کے طفیل جس پر ہرگز کسی غیر محرم کی نگاہ نہیں پڑی ہے، بارش برسادے۔ چنانچہ اتنا کہنا تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔سبحان اللہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک نیک بندی کے پرانے کپڑے کے وسیلے سے بارش برسادی تو اندازہ لگائیں کہ جس مقدس خاتون کا کپڑا اس قدر عظمت اور برکت والا ہے تو وہ خاتون کتنی عظمت والی ہوگی اور اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنے کی وجہ سے جس خاتون کے کپڑے کے وسیلے سے اللہ پاک نے دعا قبول فرمالی تو جس باپردہ خاتون کا یہ کپڑا ہے اگر وہ خود دعا کرتی تو قبولیت کا عالم کیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ
وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ

عنوان: اسلام اور ہمارا معاشرہ

منبر رسول پر جلوہ افروز علمائے کرام وحاضرین مجلس! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَ النَّیِّرَانِ۔ امابعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْبَلِیْغِ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلاً (پ:۱۶)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حاضرین کرام! اس تاریخی اجلاس میں میری تقریر کا عنوان ہے، ''اسلام اور ہمارا معاشرہ'' اسی عنوان کے تحت آپ حضرات کے سامنے تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے ناقب بزم نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس بزم کو شرف قبولیت کا مقام عطا فرمائے۔

آیئے! کچھ عرض کرنے سے قبل محسن انسانیت، آفتاب رشد وہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے بآواز بلند ہدیہ درود وسلام پیش کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرات! آپ بغیر کسی تاخیر اور تمہید کے یہ جانتے چلیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی پسندیدہ مذہب ہے اور اسلام صرف اور صرف محبت واخلاق کا مذہب ہے، اخلاص ووفا کی ساری خوبیاں آپ کو دامن اسلام میں ملیں گی، عشق ووارفتگی، محبت ودلربائی اور صبر وضبط کی ساری کرنیں آپ افق اسلام سے حاصل کر سکتے ہیں اور کائنات کی تمام مخلوقات کی سچی پاسداری کا عظیم فلسفہ بھی آپ کو صرف مذہب اسلام میں ملے گا۔ غرضیکہ اسلام محض خیر وخوبی اور امن وامان کا مذہب ہے، لہٰذا جسے عزت وعظمت کی دولت درکار ہو، وہ دامن اسلام میں آئے، جسے دارین کی سعادتیں مطلوب ہوں، وہ آغوش اسلام میں آئے، جسے قدر ومنزلت کے منارۂ بلند پر قدم رکھنا ہو

وہ اسلام کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائے، اور یاد رکھیے! دوستو! کہ اسلام ہی انسانوں کا فطری مذہب ہے۔ لہٰذا جس نے بھی اسلام قبول کیا ہے۔ گویا اس نے فطرت کے تقاضے کو پورا کیا ہے۔

رفیقانِ گرامی! ان تمام خوبیوں کے باوجود آج مسلم معاشرے میں طرح طرح کے خرافات جنم لے رہے ہیں مثلاً مسلمانوں میں شراب نوشی عام ہوتی جا رہی ہے۔ بے شرمی و بے حیائی اپنا پنجہ جما چکی ہے، مسلم خواتین میں بے پردگی کا دور چل پڑا ہے، صوم وصلوٰۃ کی پابندی مسلمانوں سے رخصت ہوتی جا رہی ہے، عاجزی وانکساری اور اخلاقیات سے مسلمانوں کا دور دور تک رشتہ نظر نہیں آتا، الا ماشاء اللہ، آج مسلمانوں کی زبانیں بے قابو ہیں اور غیبت و چغلی کا بازار گرم ہے، جبکہ قرآن کہتا ہے "وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا" (پ:۲۶) کوئی تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے، آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کا مذاق اڑاتا ہوا نظر آتا ہے۔ جبکہ قرآن کا ارشاد ہے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوا خَيْرًا مِنْهُمْ (پ:۲۶) ایک قوم دوسری قوم کی ہنسی نہ اڑائے، شاید وہ اس سے بہتر ہو، آج مسلم معاشرے میں نا محارم کے ساتھ نظر بازی کی وبا عام ہوتی جا رہی ہے، جبکہ ارشاد ربانی ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پ:۱۸) اے محبوب آپ فرما دیجیے مسلمانوں سے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں۔

آج ہر مسلمان سچائی اور انصاف سے دور نظر آرہا ہے جبکہ اللہ کا فرمان ہے "وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا" (پ:۸) جب تم کوئی بات کہو تو سچ اور انصاف کی بات کہو، آج لوگ انعامات الٰہیہ اور احسانات الٰہیہ کو بھول بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے غرور و تکبر میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں جبکہ فرمان الٰہی ہے "بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ" (پ:۲۶) اللہ ہی نے تمہارے اوپر احسان فرمایا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔ یونہی جبری جہیز کی لعنت بھی ہمارے معاشرے میں بڑی برق رفتاری کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آج ہمارا معاشرہ آپسی اختلافات کا گہوارہ بن چکا ہے، تقریباً ہر شخص کو دوسرے سے اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ باپ، بیٹے میں ماں بیٹی میں، آپس کی رشتہ

داری اور پاس پڑوس میں اختلاف کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں۔ یاد رکھیے! اختلاف موت ہے اور صفحۂ ہستی سے مٹا دینے والی شی ہے۔

ہاں! اُن حضرات سے ہمارا شدید اختلاف ہونا چاہیے جو بدعقیدگی پھیلانے میں مصروف ہیں اور بات بات میں اہل سنّت پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں لیکن آج دیکھا یہ جاتا ہے کہ ہمارے معاشرے کے رؤسا حضرات بدعقیدوں سے تو ملنساری سے پیش آتے ہیں اور اپنوں کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ مسلمانو! اس قعرِ عمیق سے باہر آؤ اور آپس میں اتحاد کی فضا قائم کرو۔ اور اپنے گرد و پیش کے ماحول کو خالص دینی بناؤ، حقوق اللہ خصوصاً نماز پنجوقتہ کی پابندی کرو اور حقوق العباد میں ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بال بچوں کے حقوق کا خاص خیال رکھو، اپنے ایمان کی حفاظت کرو اور اپنے آپ کو بدعقیدوں کی صحبت سے بچاؤ۔ حاصل یہ کہ دنیا کی زندگی کو چند روزہ سمجھ کر نیکیوں کی دولت سے اپنے آپ کو سجالو۔ تاکہ جب اجل آجائے تو زندگی افسوس نہ ہو، اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ دارین کی کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی۔

یاد رکھو! دوستو! جب کبھی اہل سنّت کے مابین بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہو جائے تو اس کی وجہ سے اپنے ماحول کو نہ بگاڑو، دیکھیے، شرح وقایہ کے حاشیہ میں ایک حدیث پاک مذکور ہے حضور کے دو صحابہ سفر پر گئے۔ راستہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھی پھر آگے بڑھے تو پانی مل گیا اور ابھی نماز کا وقت بھی باقی تھا، تو ایک صحابی نے وضو کر کے نماز دہرائی اور دوسرے صحابی نے نماز نہیں دہرائی دونوں واپس ہوئے اور آقا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو حضور اکرم ﷺ نے نماز نہ دہرانے والے سے فرمایا تم نے سنت کے مطابق کام کیا اور دہرانے والے سے فرمایا کہ تمہارے لیے دوگنا ثواب ہے۔ یعنی حضور نے دونوں کو درست اور حق فرمایا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ فروعی اختلافات کے بعد بھی دونوں گروہ حق پر ہو سکتے ہیں۔ جبکہ دونوں کی نیت صحیح ہو۔ اس لیے اپنے معاشرے کی تعمیر کی فکر میں رہیں۔ ہرگز اختلاف نہ کریں۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمارے معاشرے کو امن و امان کا گہوارہ بنائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

عنوان: حقوق اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

منبر پر تشریف فرما معزز علمائے کرام اور دیگر سامعین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرآنَ۔وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَ النَّیِّرَانُ۔اما بعد

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کَلَامِہِ الْبَلِیْغِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ(پ:۲۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاَمِیْنُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

میرے استاذ، ماں، باپ، بھائی، بہن
اہل ولد عشیرت پہ لاکھوں سلام

محبانِ گرامی آج کی اس نورانی بزم میں میری تقریر کا عنوان ہے ”حقوق اولاد اور ہماری ذمہ داریاں“ اسی عنوان پر تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے لیے آپ کے سامنے حاضر آیا ہوں، مولیٰ عزوجل اس مجلس کو قبول و منظور فرمائے۔اس سے قبل کہ کچھ عرض ہو آیئے! سبز گنبد میں آرام فرمانے والے آقا، مالک انس و جاں، شہ ابرار و اخیار، مکی مدنی سرکار، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے باآواز بلند ہدیہ درود و سلام پیش کریں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ صَلَاۃً وَّسَلَاماً عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

محترم سامعین! بغیر کسی تاخیر اور تمہید کے آپ یہ جانتے چلیں کہ یقیناً اولاد اللہ عزوجل کی عطا کردہ ایک بے نظیر نعمت ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے ایک انسان اپنے آپ کو بے سہارا تصور نہیں کرتا، ایک ماں جس کے پاس آسائش زندگی مہیا نہ ہوں لیکن اگر وہ اولاد سے سرفراز ہے تو ضرور وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے ہوئے مسرت و شادمانی کا اظہار کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

غرضیکہ اولاد اپنے والدین کے لیے یکساں طور پر آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔ جہاں ایک ماں اپنی اولاد کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ و مامون خیال کرتی ہے وہیں باپ بھی اپنی اولاد سے یہ توقع رکھتا ہے کہ برے وقت میں میری اولاد میرے کام آوے گی۔ اولاد کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے "اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا" (پ:۱۵) مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اولاد سے توقعات رکھنا درست ہے۔ لیکن ایک عقلمند اور ہوشیار انسان خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اولاد سے نیک توقعات کا سارادارومدار ان کی حسن تربیت پر ہے۔ دوستو! اولاد انسان کے لیے اسی وقت سودمند ثابت ہوگی، جبکہ اس کی تربیت کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اگر اولاد کی اچھی تربیت کی جائے تو وہ فرحتِ قلب اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے اور اگر ان کی تربیت سے منہ چرایا جائے تو یہی اولاد رنج وغم کا باعث بھی ہوجایا کرتی ہے۔ اولاد کہ بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ" (پ:۲۸) اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ اولاد، والدین کا سہارا بھی ہوتی ہے اور دشمن بھی۔ حضرات محترم! اولاد کا نیک بخت اور سعادت مند ہونا، والدین کی حسن تربیت پر موقوف ہے۔ چنانچہ ابو داؤد شریف میں ہے۔ ایک موقع پر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ" اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات برس کے ہوجائیں اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں سزا دو جب کہ وہ دس برس کے ہوجائیں۔ معلوم ہوا دوستو! والدین پر ضروری ہے کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو نیک اور صالح بنانے کی فکر کریں۔ ماں و باپ دونوں کی مختلف ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ کل بروز حشر ان سے اُن کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا جارہا ہے کہ سات سال کے بچوں کو عبادتوں کا حکم دینا شروع کریں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو سستی اور غفلت کرنے پر انہیں سزا دیں۔

لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہماری اکثریت اس فرمانِ نبوی کو فراموش کر چکی ہے، نماز کا حکم دینا اور نہ پڑھنے پر سزا دینا تو بہت دور کی بات ہے، نماز چھوڑنے کو بُرا تک بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ آج بچے جب شعور کی منزل پر قدم رکھتے ہیں تو والدین ان کے لیے قسم قسم کے ویڈیو گیمس کا اہتمام کرتے ہیں، بیٹ بال، ٹینس وغیرہ لہو ولعب کے مختلف سامان مہیا کرا دیتے ہیں، ٹی وی موویز کے پروگرامس کا عادی بنا دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ اللہ عزوجل اور پیارے نبی ﷺ کی عطا کردہ ذمہ داریوں کا ذرا بھی احساس نہیں کرتے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کی اسلامی زندگی کا خون کرتے ہیں۔ مگر اس پر انہیں ذرہ برابر افسوس نہیں ہوتا۔ مسلمانوں یاد رکھو کل قیامت کے دن تمہیں اللہ کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا اور تمہاری اولاد بارگاہِ رب العزت میں تمہاری شکایت کرتے ہوئے عرض کرے گی، مولیٰ! اس مرد سے ہمارے حق کے بارے میں مواخذہ فرما کیونکہ اس نے ہمیں ہمارے دین کی باتیں نہ سکھائیں۔ بتاؤ مسلمانو! اس وقت آپ کا کیا جواب ہوگا؟ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت خالص اسلامی روش پر کریں تاکہ ہماری اولاد ہمارے لیے دارین میں سودمند ثابت ہو۔

سنو دوستو! اولاد کی تربیت کے لیے جہاں قابل تقلید اسوہ پیش کرنا ضروری ہے وہیں ان پر خرچ کرنا بھی ضروری ہے۔ یقیناً لائق مبارکباد ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی اولاد پر خرچ کرنے میں بہت ہی بخالت سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان بچوں کی ضروری خواہشات پوری نہیں ہو پاتیں اور وہ دوسروں کو للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ یقیناً اپنی اولاد کے لیے برائیوں کے دروازے کھولتے ہیں۔ جبکہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل و اعیال پر خرچ کرنا کس قدر فضیلت کا حامل ہوتا ہے۔ مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِيْ أَنْفَقْتَهُ عَلٰى أَهْلِكَ

یعنی ایک دینار تو وہ ہے جسے تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جسے تم نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جس کے ذریعے تم نے مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اپنے اہل پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر دلانے والا وہ ہے جسے تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! حقیقت تو یہ ہے کہ اولاد پر خرچ کرنا یہ والدین کی طبعی اور فطری ذمہ داری ہے۔ لیکن اللہ و رسول کا احسان عظیم کہیے کہ اس پر بھی اجر عظیم سے نوازے جا رہے ہیں۔ بلکہ یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ دیگر کئی صدقات سے بڑھ کر اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر ہے۔ آج قوم مسلم کی ناکامیوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جیسے ہی بچہ سن شعور کو پہنچتا ہے، والدین اس کے لیے اچھے اسکول اور Convent کی تلاش میں لگ جاتے ہیں، جہاں اسے مکمل طور پر دنیادار بنایا جاسکے۔ زیور علم دین سے آراستہ کرنے کے بہت ہی کم لوگوں کو فکر ہوتی ہے، ایسی سوچ کے بھیانک نتائج دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ جب کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ "مِنْ حَقِّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ" یعنی باپ پر اولاد کے تین حقوق ہیں ایک یہ کہ پیدائش کے بعد اچھا نام رکھے، دوسرا یہ کہ جب سمجھدار ہو جائے تو قرآن مقدس کی تعلیم دے اور جب شادی کے لائق ہو جائے تو شادی کر دے۔

دوستو! ایک جانب تو آقا کا یہ فرمان ہے اور دوسری جانب جب ہم حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اکثر والدین اپنی اِن تینوں ذمہ داریوں سے کامل طور پر غافل نظر آتے ہیں۔ نہ اچھے نام کا انتخاب ہوتا ہے نہ وقت پر اور سنت کے مطابق شادی کی جاتی ہے اور نہ ہی اولاد کو دینی تعلیم دی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے بچے اپنے آپ کو غلط راستے پر ڈال کر اپنی دنیا و آخرت تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیا و آخرت کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے ہم خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور اولاد کی اسلامی تربیت کی جانب اپنے قدم بڑھائیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ   وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ   ☆☆☆

عوام اہلسنّت کے نام ایک پیغام

جامعہ حنفیہ سنیہ مالیگاؤں سرزمینِ مہاراشٹر پر جماعتِ اہلسنّت کا قدیم ترین یعنی ۹۷ رسال پرانا تعلیمی ادارہ ہے۔ جس کی بنیاد حضور مفتی اعظم، شیر بیشۂ اہلسنّت اور محدث اعظم پاکستان علیہم الرحمۃ والرضوان نے رکھی، تب سے لے کر آج تک جامعہ تعمیر و ترقی کی راہیں طے کرتا رہا ہے۔ یہ مسلکِ اہلسنّت و جماعت مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ترجمان، تعلیم و تعلم اور عملی تربیت کا ضامن اور قوم و ملت کو علما، فضلا، حفاظ، قراء عطا کرنے کا منبع ہے۔

الحمدللہ! یہاں قیام سے اب تک ۱۶۱۲۲ رعلما، حفاظ اور قراء دستار و سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں اور ملک و بیرون ملک دین وسنیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ میں آج بھی علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور حفاظ ذوی الاحترام کا ایک متحرک و فعال اسٹاف مشغولِ عمل ہے۔

شعبہ جات

[۱] دارالافتاء	[۲] درسِ نظامی [عالم کورس]	[۳] حفظ
[۴] قراءت	[۵] ناظرہ	[۶] دینیات
[۷] کمپیوٹر	[۸] میتھس، انگریزی، ہندی	[۹] امامت کورس

لائبریری، ہاسٹل وڈائننگ ہال کی سہولت۔

آپ بھی اپنے بچوں کو علم دین سے آراستہ کرنے کے لیے جامعہ حنفیہ سنیہ میں داخل کریں تا کہ فرض کی ادائیگی کے ساتھ اہلسنّت کو استحکام ملے اور دُنیوی واُخروی سعادت حاصل ہو جائے۔

جامعہ حنفیہ سنیہ

[۱] رضا پارک، درے گاؤں شیوار، مالیگاؤں ضلع ناسک 8793828204,9096532050

[۲] للے چوک اسلام پورہ، مالیگاؤں ضلع ناسک 9270057337, 9270727462

ایصالِ ثواب

• سید حیدر علی • شیخ اسماعیل • محمد صدیق • صغریٰ حجن عبدالکریم شاہ

• مرحومہ سعیدہ بانو جنید احمد • خدیجہ بانو محمد حسن جھنگو حاجی • مختار احمد عثمان غنی

Al-Mukhtar Publications @ 9096957863